

صبری اپنی بیوی سے ناراضی تھی اور یہ ناراضی ۱۰-۱۲ دن تک رہی۔ اس درانہ وہ اپنے والدکے گھر قبایل کرنی ہے اور بیماری صرف زبانی ہاتھ پیت ہوئی رہی کے ہمارا صنانہ حل ہو جاتا ہے، مگر وہ مستلزم فلم نہیں ہوا۔ اس کے بعد صبری نے شیلی قون کر کے بولا کہ تم "صبری زن سے ناراضی ہوئے۔ آزار ہوئے۔ آزار ہوئے۔ میری بیوی نے بولا تھا کہ یہ باری معدود کے لئے گردالوں کے علم صبری کے آگئی۔ آج نقریبًاً ایک ماہ بعد یہم من مصلح صفائی کے فضا مانگ بوجائی۔

① اب آپ مجھ کو بہ شائیں کہ اس طرح کے الفاظ سے طلاق ہو گئی ہے۔

② اور اگر بھوٹنی یہ تو اب اس سلسلے میں مجھ کو کہا کرنا چاہیے۔ جبکہ میرا جو مہ کا پڑھا بھی ہے۔

ظہر رخان

گلشنہ اقبال بکراجی

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

عنوان	مضمون سوال و جواب	نام و پتہ متقاضی	تاریخ نقش فتاویٰ	فوتی نمبر مع رجسٹر
تبیہ	<p align="center">العماب لبعدن الوفاوب</p> <p>صورۃ میتوں میں سائل کی بھروسی کو ان کی طرف سے ادا کر دہ ان الفاظ سے کہ تم بھروسی طرف سے خارغ ہیں اُنکی طلاق بائیں و واقع ہو گئی لبیر طلب کر شاید نہ ان الفاظ سے طلاق کی فیہت کی جو۔ باقی دوسرے الفاظ سے کوئی طلب و واقع فعیل ہو کر بھی کیونکہ یہ سبے الفاظ کی ذات میں سے صحت اور لفاظ کی یہ سبے فیہت طلاق۔ مائن واقعہ عربی ہے اور فتح عاصی طاصلہ اصول چھکر بائیں بائیں کو ولادق نہیں صورتی چنانچہ عالمگیری حدی اول صحت میں ہے۔ البھتی لارجح ابیاتِ البائیں۔ یعنی طلاق بائیں بائیں کو ولادق نہیں صورتی اندر میں حصلہ اُنگریز بیان ہے میں واقعہ عاصی اندھہ ازدواجی تعلقات مکا کر راجا چیس فتواف میں فتویٰ یعنی تجدید نکاح کر کے ازدواجی تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔ تجدید نکاح عدۃ کے اندر بھی میر سکنا میں اور عدۃ کے بعد بھی۔ مندرجہ عالمگیری حبلہ اول صفحہ ۲۳ میں ہے۔</p> <p>اذا كان الطلاق بائين دون الشهود فلم يكتنزو بعدهما في العدة و دعوهما لفقها</p> <p align="right">دارالعلم فتح کتبہ الریسماع الحمد للہ سعیدی خادم داد الافتخار</p> <p align="right">دو رواضع نعیمہ غیرہ دل باینہ را کر لی</p> <p align="right">ذوق لستہما کے ساتھ علمی نہیں نہیں کا قتوح محل نظر ہے۔ الحمد للہ سعیدی</p> <p align="right">12-10-2010</p>		12-10-2010	۱۲-۱۰-۲۰۱۰

صری ہی بیکم سے ناراضی ہی اور یہ ناراضی 12-10
دن بک رہی ایں دوناں وہ یہی دالہ کے گھر قیام کرنی ارہی
اور ہماری درپڑی زبانی بات ہیبت یوئی رہی کے ہمارا سلسلہ حمل
ہو جائے مگر وہ سلسلہ ختم نہیں یہا۔ اس سے بعد ہم اسلامی فور
کر کے ہوں کہ نہم صری لف پہنے فارٹ ہو۔ آزار ہو۔ آزار ہو
آزار ہو۔ صری سیکھ نہ ہوں گیا۔ یہ بات دونوں کے گھر
والوں بھے علم ہیں جسی کچھی آجی تھریساً ایک ماہ بعد ہم
ہم صلح صفہ بھی فضا قائم ہو گئی۔

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

عنوان	مضمون سوال و جواب	نام و پستہ مستفیٰ	تاریخ نقل فتاویٰ	فتیٰ نمبر نقل فتاویٰ	مع رجسٹر
تبویب	<p>اب آپ جو کویدہ بتائیں ہے اس طرح کے الفاظ کیمی سے ملکیتی ہے۔ اور اگر جو کسی ہے تو اب اس سلسلے میں جو کو کسیں کرایا جائیں۔ جبکہ صیرت کا سارہ کا بیٹھا بھی ہے۔</p> <p style="text-align: center;">رجسٹر</p> <p>شیخ حنفیہ بولی پر ہمیں کو خدا تعمیرہ لفاظ کیجیے ہے تھام قسم ہوئی۔ ربِ حجج ۱۴۲۷ھ پیغمبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسَلَّمَ . خدا دروس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسَلَّمَ</p> <p style="text-align: center;">دکان الافتاء جامعۃ اللہ العالیٰ النازعۃ علیہ السلام واللهم اذ ان کریم کریم کو کوہ سیالا</p> <p>حاتم احمد حسن سعید سعیدی - دارالافتاء محمد علی بن احمد بن علی</p> <p style="text-align: center;">محمد عزیزان ملشی اہل کراچی</p> <p style="text-align: center;">جامعة العلوم النازعة لشکریہ ناظم ایضاً علیہ السلام واللهم اذ ان کریم کریم</p>				

فتیٰ نمبر	فاسطلو اهل الذکران کیتم لا تعلمون ۰	نون نمبر
جلد نمبر ۳	دارا الافتاء	4961878 4990269

جامعہ افوار القرآن، مدینی مسجد، گلشنِ اقبال، بلاک ۵، کراچی
تاریخ اجراء ۲۱-۱۲-۲۰۲۳ء

الاستفتاء

یری اپنی بیکم سے ناراضی تھی اور یہ ناراضی دس بارہ دن تک ہی اس دریں دہا اپنے والد کے فریتام کرنی رہی۔ اور ہماری صرف زیادی بات چیز ہوتی رہی کہ ہمارا سر کو حل برداشتے۔ مگر وہ مسئلہ قسم ہیں ہمارا۔ اس کے بعد میں یعنی فون کر کے بولا کر:

”تمہری طرف سے غاری پر آزاد ہو، آزاد ہو، آزاد ہو۔“ - یری بیکم سے بولا شد۔ یہ بات ”ہوں گے گھر والوں کے علم میں ہوں گے۔ آج تقریباً ایک ماہ بعد یہ میں صلح صفائی کی فضادرخاں ہو گئی۔

(۱) اب مجھے بتائیں کہ اس طرح کے الفاظ کیمی سے ملکیت ہو گئی ہے یا نہیں؟ (۲) اگر ہو گئی ہے تو اس کی مدد میں کیا کرنا چاہیے؟ جب کہ را ۶ ماہ کا بیٹا ہی ہے۔

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

مضمون سوال و جواب

عنوان تبویب	نام و پست متقدہ	تاریخ نقل فتاویٰ	فتومی نمبر مع رجسٹر
<u>بسم اللہ الرحمن الرحيم (البخاری)</u>			
سال اخیر میں سائل نے جو الہا خدا کی کہے ہیں ان سے عورت پر ایک ملکیتی بائیں راتجہ بھی اور عورت سائیں کے زناخ سے نکل گئی۔ اب اگر دونوں دوبارہ ملکیت چاہتے ہیں تو ^{فوجہ} ہبہ میں اور سینہ زناخ حربناہ بروگان جو کتنے سبیر اور کم از کم در گواہیوں کی سمجھوگی میں رہے گا۔ احمد آنے سائیں کو اسی عورت سے پر وظیفوں کا حق رہے گا۔			
بھاں دیبات راجح ہے کہ شہر الْهُدَى "کا فقط استعمال اپنے بیش ملکوں میں تو عورت پر تسلیم علقوں راتجہ بھائی میں اور اگر طلاق "کا لفظ انتہائی ذکر ہے" بلکہ آزاد ہوتے ہیں فارغ ہونے ایساں جیسے دیگر الفاظ (جن کو کن یا سکھا جاتے ہیں) استعمال پر سے قواعد پر ایک ہی ملکیت راتجہ ہوتی ہے، بھی ایک امر تسلیم اپنے جلوں میں سے کسی جگہ میں لی جائتے ہوئے یا دوسرے اور تسلیم سے خود میں ملکی طراحت نہ کر دے۔ کیونکہ ان دو خود تزویں کے علاوہ وہ فذیات کے ساتھ میں تعلیم دیا گی ایک جگہ اور سے کو لاحق نہیں ہوتا۔ (اس سلسلہ میں تفصیلی اور تحقیقی مباحثت کیسلیے فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲/ باب الکنایہ)			
 مطابق نہ رہا۔ (وادیہ و رسولہ اعلم بالتحفیظ)	کتبہ: محمد بن عبد اللہ قادری نوری فیصلہ	۱۴۲۸ھ ۲۰ نومبر ۲۰۰۷ء	
جناب مفتی صاحب دارالافتاء دارالعلوم کراچی۔ السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ جناب عالیٰ!			
<p>آج سے چار سال پہلے میری اپنی بیوی سے ناداعی ہوئی جس کے نتیجے میں میں نے طلاق کی نیت کرتے ہوئے ٹیکلی فون پر کہا کہ "تم میری طرف سے فارغ ہو۔ آزاد ہو۔ آزاد ہو۔ آزاد ہو۔"</p> <p>میں نے خود اپنی زبان سے بت سارے رشتہ داروں کو یہ بات بتائیں کہ ہم لوگوں میں علیحدگی ہو گئی ہے اور اب کوئی رشتہ باقی نہیں ہے۔ اس بات کی سب سے بڑی گواہ میری والدہ ہیں جن کے سامنے اس واقعہ سے تقریباً ایک مینے کے بعد بیوی کی عدت کے دوران ہی میں نے کلمہ پڑھ کر کہا تھا کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں۔ اس بات کے گواہ بھی ہیں جن کی تعداد ۲۰-۲۰ افراد پر مشتمل ہے۔</p> <p>میں نے اپنی والدہ کے سامنے کلمہ پڑھ کر کیا کہا تھا صحیح طور سے مجھ کو بھی اب یاد نہیں ہے کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں یاد دیتا ہوں۔ ایک جگہ سے معلوم ہوا کہ میرا رشتہ ختم ہو گیا ہے۔ ایک جگہ سے معلوم ہوا ہے کہ ان الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور مزید گنجائش باقی ہے۔</p> <p>کتاب و سنت کی روشنی میں رہنمائی کی درخواست ہے۔ مجھ کو اس سلسلے میں کم از کم دو حوالے لازمی دے۔ اس بارے میں مختلف اداروں سے جاری ہونے والے فتوے کی کاپیاں بھی ساتھ ملک ہیں۔</p>			
محمد عرفان موبائل نمبر: ۰۳۰۰۲۵۹۰۳۱۵			
الجواب بعون ملجم الصواب			

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

صفحہ نمبر: 103

مضمون سوال و جواب

عنوان	تبویب	مع رجسٹر نقل فتاویٰ	تاریخ	نام و پتہ مستقیٰ
		سوال میں ذکر کردہ تفصیل کی رو سے شوہر نے طلاق کی نیت کرتے ہوئے یوں سے کہا: "تم میری طرف سے فارغ ہو، آزاد ہو، آزاد ہو، آزاد ہو" ان الفاظ میں سے پہلا جملہ "تم میری طرف سے فارغ ہو" کتابیات طلاق میں سے ہے اور ہمارے عرف میں طلاق کے معاملہ میں لفظ "فارغ" ایسا کہیا ہے جس سے بوقت قرینہ بانیت بھی طلاق باش واقع ہو جاتی ہے لہذا صورت مسؤول میں جب شوہر نے یہ کہا: "تم میری طرف سے فارغ ہو" تو اس سے اس کی یوں پر اسی وقت ایک طلاق باش واقع ہو کر نکاح ختم ہو گیا اور رجوع کا حق شرعاً بالکم ختم ہو گیا، البتہ باہمی رضامندی سے عدت کے دوران یا عدت کے بعد بغیر حالہ کے اپنی میں دوبارہ نیا نکاح ہو سکتا ہے۔ اسکے بعد شوہر کے الفاظ: "آزاد ہو، آزاد ہو، آزاد ہو" سے مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی لیکن بقول شوہر یوں کی عدت کے دوران تقریباً ایک میں کے بعد شوہر نے اپنی والدہ کے سامنے گلر پڑھ کر یہ کہا کہ "میں اسے طلاق دے چکا ہوں یا یہ کہا کہ طلاق دیتا ہوں" شوہر کو یہ یاد نہیں کہ اس نے ان دونوں جملوں میں سے کوئی جملہ بولا ہے۔ اس لئے اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر پہلا جملہ (یعنی طلاق دے چکا ہوں) بولا ہو تو اس سے بھی مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی (آنے اخبار فال ضرورة فی جعل انشاء) لیکن اگر دوسرا جملہ (یعنی طلاق دیتا ہوں) بولا ہو تو اس سے ایک دوسری طلاق اور واقع ہو گئی اس صورت میں اس کی یوں پر مجموعی طور پر شرعاً و طلاق باش واقع ہو گئیں لیکن اس صورت میں بھی اگر میاں یوں باہمی رضامندی سے دوبارہ نیا نکاح کرنا چاہیں تو عدت کے دوران یا عدت کے بعد بغیر حالہ کے اپنی میں دوبارہ نیا نکاح کر سکتے ہیں مگر شوہر کو ائمہ صرف ایک طلاق کا اختیار ہو گا اس لئے طلاق کے معاملہ میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔		

یہ تو سائل کے نفس مسئلہ کا جواب ہے لیکن چونکہ سائل نے اپنے سوال کے ساتھ اس سوال کے بارے میں مختلف اداؤں سے حاصل کردہ چند فتاویٰ کی کاپیاں بھی منسلک کی ہیں اور انہیں اس بدلے میں آراء بھی باہم دیگر مختلف ہیں اس لئے یہاں شوہر کے الفاظ "آزاد ہو، آزاد ہو، آزاد ہو" سے مزید کوئی طلاق واقع نہ ہونے کی کچھ تفصیل درج کر دینا مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ اگرچہ لفظ "آزاد" ہمارے عرف میں بعض صورتوں میں صریح طلاق کے واسطے مستعمل ہے اور اس سے طلاق رجی واقع ہوتی ہے لیکن چونکہ یہ الفاظ اصل وضع کے اعتبار سے طلاق باش کے الفاظ ہیں اس لئے شوہر کے ان الفاظ ("آزاد ہو، آزاد ہو، آزاد ہو") سے اسکی یوں پر مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ فقامہ کرام رحمہم اللہ کی تصریح کے مطابق جب یوں پر پہلے طلاق باش واقع ہو جائے (خواہ صریح باش یا کتابی باش) تو اسکے بعد طلاق کتابی کے الفاظ سے دی ہوئی کوئی طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی ہے اگرچہ وہ الفاظ ایسے ہوں کہ ارادہ طلاق کا قریب قائم ہونے کی صورت میں عرف کی وجہ سے ان سے طلاق رجی واقع ہوتی ہو کیونکہ جو الفاظ اصل وضع کے اعتبار سے کتابی

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

مع مرکز	نقل فتاویٰ	تاریخ	نام و پتہ	مستقی
عنوان	تبوب			
مضمون سوال و جواب				
<p>بند کے الفاظ ہوں ان سے عرف کی وجہ سے طلاق رجی واقع ہونے کے باوجود طلاق سابق کے واسطے اخبار بننے کی صلاحیت ختم نہیں ہوئی بلکہ ثانی کو اب بھی اخبار عن سابق قرار دینا ممکن ہے</p> <p>اس لئے ثانی سابق کو لاحق نہیں ہوتی ہے، کیونکہ بصرخ فقہاء "البائیں لا يلحق المائیں" میں دوسرے بائیں سے مراد ہے جو اصل وضع میں بائیں ہو اور عدم لحوق کی وجہ ان الفاظ کا اخبار عن الاول بننے کی صلاحیت ہے، یعنی طلاق بائیں کے بعد طلاق کنایہ کے الفاظ سے مزید طلاق واقع نہ ہونے کی وجہ تمام کتب فقه میں یہ بیان کی گئی ہے کہ بعد والی طلاق کو پہلے دی ہوئی طلاق کی خبر بنانا ممکن ہوتا ہے حتیٰ کہ بصرخ فقہاء اگر کوئی شخص طلاق بائیں کے بعد کنایہ بابت کے الفاظ اس نیت سے کے کہ اس سے دوسری طلاق بائیں بھی الگ سے اس پر واقع ہو پھر بھی اس مطلقہ بابت پر اس سے دوسری طلاق واقع نہ ہو گی کیونکہ شخص اسکی اس نیت کی وجہ سے ان الفاظ کو پہلے والی طلاق کی خبر پر محمول کرنا ممکن نہیں ہوا بلکہ اب بھی انہیں خبر بنانا ممکن ہے) (قول: ويدفع البحث من نصلة تعبيرهم بالامكان، وبابه لا حاجة إلى جعله إنشاء مني أمكن جعله خبرا عن الاول) ہاں اگر ایسے الفاظ سے طلاق وے کہ ثانی کو اخبار عن الاول پر محمول کرنا ممکن نہ ہو یا الفاظ کنایہ کو اپنی صفت سے متصف کر دے جس سے خبر بننے کا احتمال ختم ہو جائے تو اس صورت میں یہ دوسری طلاق بائیں پہلی طلاق بائیں کے ساتھ لمحن ہو جائیں۔ مثلاً اگر طلاق بائیں دینے کے بعد شوہر یہ کہتا ہے کہ دوسری بائیں بھی دیتا ہوں تو پہنچ کر اب جملہ "دوسری بائیں بھی دیتا ہوں" کو پہلی طلاق کی خبر بنانا ممکن نہیں اس لئے ان الفاظ سے دوسری طلاق بائیں بھی ہو گی۔ واضح رہے کہ ہماری بحوث مختلف صورت میں "ازاد ہو" کو "تم میری طرف سے فارغ ہو" کی خبر بنانا ممکن ہے یعنی پہنچ کر میں نے تمہیں فارغ کر دیا لہذا تم ازاد ہو۔</p> <p>امداد الفتاویٰ جلد دوم صفحہ ۳۲۳ میں ہے:</p> <p>"نقش مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ طلاق اول یا صرخ یا بائیں یا کنایہ رجھی ہے مثل اعتدی و استبرئی رحمک وغیرہ کے یا کنایہ بائیں اور اسی طرح طلاق متأخر میں یہ چاروں احتمال ہیں کل سولہ صورتیں ہیں ان میں جس صورت میں طلاق کنایہ بائیں ہو صرخ یا کنایہ اور طلاق مؤخر کنایہ بائیں ہو اس صورت میں تو طلاق مؤخر کا وقوع نہ ہو گا اگرچہ نیت بھی وقوع کی کرے باشناۓ مستحبات مذکورہ فی الفہر اور حاصل ان صور مستحبہ کا ہے کہ جب اتفاق ثانی کو اخبار پر محمول کرنا ممکن نہ ہو اور بقیہ صورتوں میں وقوع ہو جائیگا حکما فی الدین الحنفی و الحنفی مفسداً بمسو طلاق و اللہ اعلم ۸ رب جمادی ۱۴۲۵ھ"</p> <p>(بیرون الاحظہ ہو امداد الفتاویٰ صفحہ ۶۲۹۔ فتاویٰ عثمانی جلد دوم صفحہ ۶۷۸-۷۸۳)</p> <p>مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں درج ذیل عبارات۔</p> <p>ف حاشیۃ رد المحتار - (ج ۲ / ص ۳۰۹)</p>				

رجسٌ نقل فتاوى جامعه دارالعلوم کراچي

صفحہ نمبر: 105

مضمون سوال و جواب

عنوان	تبویب	نام و پستہ مستفی	تاریخ نقل فتاویٰ	فتی نمبر مع رجسٌ

"وقد استدل في الدبر والعقوبة على خلافه أيضاً كما ذكره فيما، وبكتنا قدوة ما ذكره في فتح القمود ونابعه عليه من بعده كما قدميه، فإذا انتقامه الشارح وجعله المشهور، وما يدل عليه فطعاً أنه لم يلتفتها ثم خلعتها ثم قال في علة الخلع أنت طلاق فهذا صريح لفظها باش معنى، وهو واقع فطعاً فقد استدلوا على حقوق الصربيح البائن لقوله تعالى: * (فلا حرج عليهم فيما افتادوا) (سورة الممر: الآية ٩٢٢) يعني الخلع، ثم قال تعالى: * (فإن طلقها فلا تخل له من بعد) (سورة الممر: الآية ٣٢) ألم، والفاء للتفسب، قال في الفتح: فهو نص على وقوع الثالثة بعد الخلع أهـ. ومثله في الدبر عن التلوين.

وفي حواشى الخير الرملى قال في مشتمل الأحكام: والبائن لا يلحق البائن: يعني البالى الفظى، أما البائى المعنوى يلحق اللفظى مثل الثلاث من المبسوط أهـ قوله: (لا يلحق البائن البائن) المراد بالبائن الذى لا يلحق هو ما كان يلطف الكتابة، لانه هو الذى ليس ظاهراً في إنشاء الطلاق، كذا في الفتح، وقد تقوله: الذى لا يلحق إشارة إلى أن البائن المروع أولاً أعم من كونه يلطف الكتابة أو يلطف الصربيح المقيد للبسينة كالطلاق على مال، وحيثنة فيكون المراد بالصربيح في الجملة الثانية: أعني قوله: والبائن يلحق الصربيح لا البائن هو الصربيح الرجعى فقط دون الصربيح البائن، وبه ظهر أن ما تقوله الشارح أولاً عن الفتح من أن الصربيح ما لا يحتاج إلى نسبة بالبائن كأن الواقع به أو رجعياً خاص بالصربيح في الجملة الاولى: أعني قوله الصربيح يلحق الصربيح والبائن كما دل عليه كلام الفتح الذى ذكرناهـ، وبه دل عليه أيضاً أمور: منها: ما أطلقوا عليه من تعليهم عدم حقوق البائن بإمكان جعل الثاني خيراً عن الأول، ولا يخفى أن ذلك شامل لما إذا كان البائن الأول يلطف الكتابة أو يلطف الصربيح، ومنها: ما في الكافي للحاكم الشهيد الذى هو جمع كلام محمد في كتبه ظاهر الرواية حيث قال: وإذا طلقها تطليقة بائنة ثم قال لها في عدتها أنت على حرام أو حلة أو بريدة أو بائن أو بحة أو شهـ ذلك وهو يريد به الطلاق لم يقع عليها شيء، لانه صادق في قوله هي على حرام وهي بائن أهـ أي لانه يمكن جعل الثاني خيراً عن الأول، وظاهر قوله طلقها تطليقة بائنة أن المراد به الصربيح البائن بغيره مقابلته له بالغافط الكتابة، تأملـ، ومنها: قول الربيعى: أما كون البائن يلحق الصربيح ظاهراً، لأن المقيد المحكى باق من كل وجه لقاء الاستئناع أهـ، فهذا صريح في أن المراد بالصربيح في الجملة الثانية هو الصربيح الرجعى، إذ لا يخفى أن بقاء الكتاب من كل وجه وبقاء الاستئناع لا يكون بعد الصربيح البائنـ، ومنها: ما قدمناه من قول المتصورى: وإن كان الطلاق رجعياً يلحقها الكتابات، لأن ملك الكتاب باق، فتفيده بالرجعى دليل على أن الصربيح البائن لا يلحقه الكتابات، وكذا تعليمه دليل على ذلكـ، ومنها: ما في الناشرخانية قبل الفصل السادس: ولو طلقها على مال أو خلعتها بعد الطلاق الرجعى يصحـ، ولو طلقها بمال ثم خلعتها في العدة لا يصحـ أهـ، فانتظر كيف فرق بين الرجعى والصربيح البائن وهو الطلاق على مالـ، حيث جعل الخلع واقعاً بعد الاول لا بعد البائنـ، فهذا صريح فيما قلناهـ من أن المراد بالصربيح هنا الرجعى فقطـ، وبالبائن الاول ما يشمل البائنـ الصربيحـ، ومنها: فرعان ذكرهما في البحر: الاول ما في النية عن الاوزختىـ: طلقها على ألف فقيبتـ ثم قالـ في عدتها أنت بائن لا يقعـ، والثانى ما في الملاحة من الجنس السادس من الخلعـ: لو طلقها بمال ثم خلعتها في العدةـ لم يصحـ أهـ، فهذا أيضاً صريح فيما قلناهـ، وبه سقط ما في البحر وتبعد في النهر من استشكاله الفرعين بناء على فهمه أن المراد بالصربيح ما يشمل الصربيح البائنـ، قالـ: وقد جعلوا الطلاق على مال من قبل الصربيحـ، وقالواـ: إن البائن يلحق الصربيح فيبني الوقعـ في الفرع الاول وصحة الخلعـ في الفرع الثانىـ، ثم قالـ في البحرـ

عنوان	مضمون سوال و جواب	نام و پست	تاریخ	فتاویٰ نمبر	نقل فتاویٰ	مع رجسٰر
تبویب		مستقی				

لا مخاص إلا يكون المراد بعد صحة الخالع عدم لزوم المال، والدليل عليه أن صاحب الملاسمة صرّح في عکس، وهو ما إذا طلقها بمال بعد الخالع أنه يقع ولا يجب المال، ولا فرق بينهما كما لا يخفى أبداً.

أقول: وهذا عجيب من مثله، أما أولاً فلا يلزم المراد بالتصريح في الجملة الثانية هو الرجعي فقط، بخلاف التصريح في الجملة الأولى كما دل عليه ما ذكرناه من تعليلاتهم وفروعهم، وعليه فلا إشكال في الفرع عن أصله، بل هنا دليلان على ما قلناه، وأما الثانية فلان ما ذكره من المخلص بعيد جداً، بل المخلص ما قلناه، وأما ثالثاً فلان دعواه عدم الفرق بين هذا الفرع وغيره، كما لا يخفى في غاية الحفاء للفرق الواضح بينهما، لأنه إذا طلقها بمال بعد الخالع إنما لا يجب المال، لأن إعطاء المال لتحصيل الملاخص المنجز وأنه حاصل كما قدمنا بيانه، أما إذا طلقها على مال قبل الخالع فلا وجه لسفرط المال، لأن الطلاق منه لا يحصل به الملاخص المنجز بل يتوقف إلى انتصاف العدة، فقد حصل بمال ما هو المطلوب به ولا يبطل بالخلع العارض بعده بعد تحقق المطلوب به، بل يبطل الخلع نفسه، لأن الملاخص المنجز حاصل قبله فلا يفيده.

هذا ما ظهر لي في تقرير هذا المقام، الذي زلت فيه أقدام الافهام، فاغتنمه فإنه من حملة ما اختص به هذا الكتاب، بعون الملك الوهاب، ثم رأيت في الموسوعة العقوبية على صدر الشريعة ما نصه: وأنصا قوله: وإنما الغير الصريح يلحق الصريح يعني أن لا يكون على إطلاقه، لأنه لا يلحق الصريح البائن لاحتلال الخبرية عن الأولى كما لا يخفى، إلا أن يدعى الفرق بين البائنين فلا يصبح الخبر بأحد هما عن الآخر أبداً.

وهذا عن ما فهمته محمد الله تعالى من أن المراد بالتصريح في الجملة الثانية الصريح الرجعي فقط، قوله: إلا أن يدعى الفرق ألا قد علمت مما قررناه أولاً عدم الفرق فإنه لا شبهة فيه لذاته فهم، والله سبحانه أعلم، قوله: (إذا أمكن الخ) قيد في عدم خالق البائن البائن، ومحترزه ما أفاده بقوله بخلاف أشتك بأخرى الخ طبقاً قال في المنجز: وينبغي أنه إذا أباها ثم قال لها أنت بائن ثانياً طلقة ثانية أن تقع الثانية بعينه لأنه بعينه لا يصلح خيراً فهو كما لو قال أشتك بأخرى، إلا أن يقال: إن المقصود إنما هو بلفظ صالح له وهو أخرى، بخلاف مجرد النية أه، وفيه أن اللفظ الثاني صالح، ولو أبدل صالح بغير له لكن أظهر ط.

أقول: ويدفع البحث من أصله تعيرهم بالإمكان، وبيانه لا حاجة إلى جعله إنشاء مني أمكن جعله خيراً عن الأولى لأنه صادق بقوله أنت بائن، على أن البائن لا يقع إلا بالنية، فقولهم البائن لا يلحق البائن لا شك أن المراد به البائن المنوي، إذ غير المنوي لا يقع به شيء أصلاً، ولم يستطرعوا أن ينوي به الطلاق الأول، فلهم أن قولهم إذا أمكن الخ استهزء بما إذا لم يمكن جعله خيراً كما في أشتك بأخرى، لا عما إذا نوى به طلاقاً آخر فتذمرون، وأما اعتدلي اعتدلي فإنه ملحظ بالتصريح كما نقدم، فلا ينافي ما هنا حيث أقووا به مكرراً تأمل، قوله: (كانت بائن ثانية) كذا في بعض النسخ مكرراً، وفي بعضها كانت بائن بدون تكرار وهو الأصوب، لأن المقصود، التشتمل لايقاع البائن على البائية، ولأنه كما قال ط: ليس المراد الإيجار المنجرى بل الاختيار بما صدر أولاً، ولأنه يوهم أن يلزم كونه في مجلس واحد وهو غير لازمه، قوله: (أو أشتك بخطبتك) عطف على بائن الثانية: أي أنت بائن أشتك بخطبتك أه، وأشار به إلى أنه لا يشترط اتحاد اللقطتين، فشمل ما إذا كان الأولى بلفظ الكلمة البائية أو الخالع أو الطلاق الصريح إذا كان على مال، أو موصوفاً معنون بعين عن البيونة كما علم مما قدمناه بعد كون الثاني بلفظ الكلمة البائية كالمطلع ومحوه مما يتوقف على النية ولو باعتبار الأصل كانت حرام، بخلاف الكلمة الرجعية فاما في حكم الصريح فتحقق البائن كما مر. قوله: (ولا يقع) أي وإن نوى، لما في البحر عن الحاوي: ولا يقع بكتابات الطلاق شيء وإن نوى أه، قوله: (لأنه إيجار) أي يجعل إيجاراً

رجسٰط نقل فتاوىٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

مضمون سوال و جواب

عنوان	تاریخ	نام و پرست	نوعی نمبر	نقل فتاویٰ مستقی	من رجسٰط
تبویب					
<p>لأنه أمكن ذلك. قوله: (إنما أنت بأخرى) أي لو أباها أولاً ثم قال في العادة أنتك بأخرى (وهي)، لأن المفظ أثري مناف لامكان الاخبار بالثان عن الاول. قوله: (أو أنت طلاق ثان) لأن فوبيه مات طلاق وهو صريح، وبال فهو قوله: يائى لعدم الحاجة اليه، لأن الصريح بعد المائي يائى، كما في شرح المدار لصاحب الحجر، وهو إشارة إلى ما ذكره البحر عن الذخيرة من الفرق بين هذا وبين قوله للمساندة أنتك بطلقة وهو أنه إذا أتينا بالثانية بقى قوله طلاق، وبه يقع، ولو أتينا أنتك بقى قوله بطلقة وهو غير مقدمة. قلت: لكن بشكل عليه ما فطنناه في باب طلاق غير المدخول به أن الطلاق من قيد بعد أو وصف أو مصدر فالقول قوي بالقيد، حتى لو قال: أنت طلاق وماتت قبل قوله ثلثاً أو يائى لم يقع، فهذا ينافي ما أطلقوا عليه من إلغاء الوصف هذه، إلا أن يناب ياعتير الوقوع به هنا لا يصح المخ وايضاً فيها. (ج ٣ / ص ٢٩٩)</p>					
<p>"ويidel على ذلك ما ذكره البرازى عقب قوله في الجواب المدار إن المتعارف به إيقاع المائي لا الرجعي، حيث قال ما فصه: بخلاف فارسية قوله سرحتك وهو رهاء كردم لانه صار مسمى في المعرف على ما صرخ به خم الراهندي الحوارزمي في شرح القدوسي آه وقد صرخ البرازى أولاً يائى: حلال الله على حرام بالعربي أو الفارسية لا يحتاج إلى تبة، حيث قال: ولو قال حلال أبزدروي أو حلال الله عليه حرام لا حاجة إلى تبة، وهو الصحيح المتفق به للعرف وأنه يقع به البائع لانه المتعارف ثم فرق بينه وبين سرحتك، فإن سرحتك كتابة لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال رها كردم أي سرحتك تقع به الرجعي مع أن أصله كتابة أيضاً، وما ذلك إلا لانه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت، لكن لما غلب استعمال حلال الله في البائع عند العرب والفرس وقع به المائي لولا ذلك لوقع به الرجعي، والحاصل أن المتأخرین حالفوا المتقدمین في وقوع المائي بالآخرم بلا نية حتى لا يصدق إذا قال: لم أتو لاجل ثغر المحدث في زمان المتأخرین، فيتوقف الآن وقوع المائي على وجود العرف كما في زمامهم، وأما إذا تعرّف استعماله في مجرد الطلاق لا تقييد كونه ماتا يتعين وقوع الرجعي به كما في فارسية سرحتك، ومثله ما قدمناه في أول باب الصريح من وقوع الرجعي بقوله: سن بوش أو بوش أو في لغة الترك مع أن معناه العربي أنت خليله، وهو كتابة، لكنه غلب في لغة الترك استعماله في الطلاق، هنا ما ظهر لفهمي القاصر، ولم أر أحداً ذكره وهي مسألة مهمة كثيرة الوقوع، فتأمل. ثم ظهر لي بعد مدة ما عسى يصلح حوارياً، وهو أن لفظ حرام معناه عدم حل لوطني ودعائيه، وذلك يكون بالإلا، مع تقاض العقد وهو غير متعارف، ويكون بالطلاق الرافع للعقد، وهو قسمان: يائى، ورجعي، لكن الرجعي لا يحرم لوطني فتعين المائي، وكوته الصحن بالصريح للعرف لا ينافي وقوع المائي به، فإن الصريح قد يقع به المائي كخطأقة شديدة وثورة، كما أن بعض الكتابات قد يقع به الرجعي، مثل اعتدی، واسترنی، وحملت وأنت واحدة، والحاصل أنه لما تعرّف به الطلاق صار منها تحريم الزوجة، وتزويجه لا يمكن إلا بالثانية، هذا غایة ما ظهر لي في هذا المقام، وعليه فلا حاجة إلى ما أحاجب به في الزاوية من أن المتعارف به إيقاع المائي، لما علمت ما يرد عليه، والله سبحانه أعلم."</p> <p>وبي البحر الرائي شرح كتو الدفاتر - (ج ٤ / ص ٣٨٢)</p> <p>أقول: هذا الفرع المنقول في الفنية وكذا الفرع الآخر المنقول عن الخلاصة من الجنس السادس الذي استشكله المؤلف بعد، يفيد أن المراد بالصريح هنا في قوله ، والثانية يلحق الصريح هو الرجعي فقط بخلاف الصريح في</p>					

رجسٌ نقل فتاوى جامعه دارالعلوم کراچي

مضمون سوال وجواب

عنوان
تبويب

نوعي نمبر	نام و پسته	تاریخ	نام فتاوی	مع رجسٌ
-----------	------------	-------	-----------	---------

في حكم الصربيح بحق الصربيح فإنه المراد به ما يشمل الصربيح ، والبائن وإذا جمل الصربيح هنا على الرجعي فقط يندفع الإشكالان تأمل وراجع وعلى هذا فيكون المراد بالبائن الثاني ما يشمل البائن الصربيح ، والتعليق بصدق حمله خيراً يشتمل ويدل على ما قلناه عباره الكافي للحاكم الشهيد الذي هو جمجم كلام محمد في كتاب ظاهر الرواية وذلك حيث قال وإذا طلقها نطلقة بائنة ثم قال لها في عدتها أنت على حرام أو حلبة أو بربة أو مائة أو بنة أو شبه ذلك وهو يردد به الطلاق لم يقع عليها شيء لأنه صادق في قوله هي على حرام وهي من بابن اهـ . فقوله : ولو طلقها نطلقة بائنة ظاهر في أنه طلقها بالصربيح البائن ولفظ طلقها مذهب ذلك حتى لم يغلى وإذا أنهاها وبقرابة المقابلة أيضاً فهذا يفيد أن البائن لا يلحق الصربيح البائن فتعين حمل الصربيح هنا على الرجعي كما قلنا ، والفرعان المشكلاں بدلان على ذلك وعما قلنا يندفع إشكالهما ويدل على ذلك أيضاً قول الزياني أما تكون البائن يلحق الصربيح فظاهر لأن القيد الحکمی باق من كل وجه لبقاء الاستمتاع اهـ . إذا لا يخفى أنبقاء الاستمتاع لا يمكن إلا بالرجعي فلو كان المراد بالصربيح هنا ما يشمل الصربيح البائن لم يصح التعليق ويدل عليه أيضاً ما في التأثیر الخاتمة قبل الفصل السادس ، ولو طلقها على مائة أو خلعها بعد الطلاق الرجعي يصح ولو طلقها بمال ثم خلعها في العدة لا يصح اهـ . وانتظر كيف فرق بين الرجعي ، والبائن الصربيح حيث جعل الخلع واقعاً بعد الرجعي غير واقع بعد البائن الصربيح وهو الطلاق عالي . (قوله : لا البائن أي البائن لا يلحق البائن إذا أمكن جعله خمراً عن الأول لصحته فلا حاجة إلى حمله إنشاء ولا يرد أنت طلاق أنت طلاق لأنه لا أحتمال فيه لتعينه لإنشاء شرعاً حتى لو قال : أردت به الإشعار لا يصدق قضاء ، وإن المراد بالبائن الذي لا يلحق البائن الكافية المقيدة للبيروتة بكل الفعل كأن أنه هو الذي ليس ظافراً في الإنماء في الطلاق كما أوضحه في فتح القدير ولذا قال في الخلاصة : لو قال لها بعد البيروتة سلطتك ، ونوى به الطلاق لا يقع به شيء ، وفي الحاوي القدسى : إذا طلق المرأة في العدة ، وإن كان صريحة الطلاق وقع ولا يقع بكتابات الطلاق شيء ، وإن نوى أهـ . ومراده ما عدا الرواجح ولكن يشكل عليه ما في الخلاصة من الجنس السادس من بدل الخلع لو طلقها بمال ثم خلعها في العدة لم يصح فإن هنا باري الحق صريحة ، وإن كان بابنا كما قدمناه فمقتضى ما قدمناه صحة الخلع ولا محلص إلا يكون المراد بعد صحن عدم إزوم المال ، والدليل عليه أن صاحب الخلاصة صريح في عكسه ، وهو ما إذا طلقها بمال بعد الخلع أنه يقع ولا يجب المال ولا فرق بينهما كما لا يخفى "..... - والله أعلم بأسباب

احتر شاه محمد تقفضل على

الجواب

دارالاقامه ودارالعلوم کراچي

٥ / ٢٩ / ١٤٢٩ھ

سید محمد تقى علی الحنفی

الجلیل محمد

احمدویز عفی اللہ بنہ

٦ / ١٤٢٩ھ

محمد سعید

ابو بـ محـ
سرعید البـانـ مـنـ

١٠٢٣ھ